اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

KHILAFAT LIBRARY

نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا

نمبر ۱۶

جلد ۳

مصباح

زنانہ اخبار

مہینے میں دو بار

قادیان دار الامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر
قاضی محمد ظہور الدین - اکمل

چندہ
سالانہ دو روپے آٹھ آنے

۱۵ - اگست سنہ ۱۹۲۹ء

۹ - ربیع الاول سنہ ۱۳۴۸ھ

پھولوں کی بہار

لجنۃ اماء اللہ کو باہر سے ایک نظم موصول ہوئی تھی بھیجنے والے صاحب نے خواہش کی تھی کہ لجنہ کے کسی ماہوار جلسہ میں پڑھی جائے۔ اسے دیکھ کر اور میری فرمائش پر جناب ثاقب صاحب (یعنی مولوی نواب خاں صاحب میرزا فانی مالیرکوٹلوی) نے مندرجہ ذیل نظم لکھکر عنایت فرمائی۔ جسے میں اخبار مصباح میں بھیج رہی ہوں تاکہ مصباحی بہنیں اسے پڑھکر محظوظ ہوں ۔ فقط

محمودہ خاتون از قادیان

KHILAFAT LIBRARY

پیاری بہنو! مالا لائے احمد مالی پھولوں کی
مالا کیا ہے خلافت ہے، وہ پھولوں والی پھولوں کی

ہار بنا کر اپنے گلے میں بہنو دل کے چاؤ سے تم
دیکھے گی دنیا کہ اُسے ہے شان نرالی پھولوں کی

احمد کا یہ باغ کھلا ہے پھول کھلے ہیں گوناگون
پھول کھلے تقریر کے اور محمود ہیں ڈالی پھولوں کی

محمود کی پند و نصیحت کیا ہے پھول ہیں کانوں کے گویا
ہے کان میں احمدی بہنوں کے یہ اچھی بالی پھولوں کی

یہ پھول ہیں علم الٰہی کے اور سرخی نور نبوت کی
وہ پھول خوشی سے پھول گئے جب دیکھی لالی پھولوں کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۲۹ء

KHILAFAT LIBRARY

تربیت اولاد

تربیت کے نقائص

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۶) **رُعب ڈالنا** } عام طور پر والدین کا یہ طریق ہے۔ کہ بُری عادات کو چھڑانے کے لئے رُعب سے کام لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ طریق مُضر ہے۔ پس چاہیئے کہ اگر بچہ نافرمانی کرے۔ تو اسکو اسکے بد نتائج کا احساس کرادیں۔ بے جا رُعب نہیں ڈالنا چاہیئے۔ بعض والدین بے معنی اور بے موقع ہر وقت رُعب سے کام لیتے ہیں۔ اس قسم کے بیجا رُعب سے دو نقصان ہوتے ہیں۔ (۱) یا تو بچہ میں خوف کا پہلو غالب آجاتا ہے۔ جسکی وجہ سے اس کے اعصاب پر بُرا اثر پڑ کر وہ کم ہمت اور ناکارہ ہو جاتا ہے۔ (۲) یا وہ سمجھتا ہے کہ یونہی جھوٹا رُعب اور مُنہ کی پھونکیں ہیں۔ سزا تو ملتی نہیں۔ محض وعید ہوتا ہے۔ اس طرح رُعب کی قدر جاتی رہتی ہے اور والدین کی نیچے پروا نہیں کرتے۔ پس چاہیئے کہ رُعب سے کام لینے کی بجائے بچہ سے نرمی اور ہمدردی کا سلوک کیا جائے۔

(۷) **بچہ کو اپنا محتاج بنانا** } گھر میں بوجہ والدین کی محبت اور امداد کے بچہ اپنی ہر خواہش پوری کر لیتا ہے اور کبھی ناکامی کا مُنہ نہیں دیکھتا۔ مگر ایسی عادات دنیا میں مقابلہ کرنے کے لئے ناکامی ثابت ہوتی ہیں۔ اگر بچہ گھر کی چار دیواری کے اندر تعاون کرنا۔ کامیابی اور ناکامی دونو کا مُنہ دیکھنا۔ دینا اور لینا۔ بغیر ہر وقت کی شاباش کے کام کرنا نہ سیکھے گا۔ تو دنیا میں ناکام اور مایوس ہوگا۔ بچہ کو کھیلنے اور اس کو اپنے ہاتھ سے کام کرنے اور ہم عمروں سے مقابلہ کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ بچہ میں اپنی عدم احتیاج جتلانے اور خود ذمہ واری لینے کا احساس جلدی پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اس احساس کی تربیت کرنی چاہیئے۔ اور اپنی امداد سے اسکے احساس کو گُند نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر بچہ خود کوشش کرکے کسی کام میں ناکام ہو۔ تو ان غلطیوں کے بعد خود بخود سیکھ جائیگا۔ لیکن عام طور پر والدین کا یہ طریق ہوتا ہے۔ کہ بچہ اگر آہستہ آہستہ کام کرے یا کام مشکل ہو۔ تو کام کو خود کرنے لگ جاتے ہیں مگر یہ طریق غلط ہے۔ وہی کام بچے کو خود کرنے کا موقع دینا چاہیئے۔ بار بار کوشش کرنے سے کامیاب ہو جائیگا۔ اگر بچہ میں احتیاج کی عادت راسخ ہو جائیگی۔ تو ناکارہ ہو جائیگا۔ اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکیگا۔ بچہ کی سائیکالوجی کے ماہرین کا تجربہ ہے۔ کہ تربیت اولاد میں جو نقائص

پیدا ہوتے ہیں۔ اس میں بچہ کی طرف سے مشکلات پیدا نہیں ہوتیں۔ بلکہ والدین خود مشکلات پیدا کر کے اسکے ماحول کی فضا پیچیدہ کر دیتے ہیں۔ وہ والدین جو اپنی زندگی میں ناکام اور ناقص عقل والے ہوتے ہیں وہ بوجہ اپنے جذبات میں ہیجان کے بچہ کے لئے ایسی فضا پیدا نہیں کر سکتے۔ جو اس کے نقل کرنے کے قابل ہو۔ انکی تربیت کا طریق ہوش خرد اور دور اندیشی کے ماتحت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس دماغی کیفیت سے رنگین ہوتا ہے۔ جو اس وقت باپ کی ہوتی ہے ؎

(۸) بچہ کے جذبات سے بے پروائی والدین کو چاہیئے کہ بچہ سے ہمدردی کریں دوست اور ساتھیوں کی طرح سلوک کریں۔ اس کا محرم راز بنیں۔ تا کہ بچہ اپنی تمام مشکلات اور شکوک حل کرانے کے لئے تمہارے پاس لائے۔ یہ تعلق مفید ہوگا اور اس طرح بچہ غلطی کر کے اقرار کر لیگا۔ اور اسکی اصلاح ہو جائیگی۔ اگر والدین کا سلوک سرد مہری اور بے اعتنائی سے رنگین اور نفرت آمیز ہوگا۔ تو بچہ انکو اپنا رازدار نہیں بنائیگا۔ پھر وہ اپنے عیوب چھپانے کی کوشش کریگا۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے۔ .... کہ اگر ہم مائیں آج بچوں کے بے معنی سوالوں اور فضول باتوں کا جواب دینے کو تیار نہیں ہونگی تو وہ کبھی بھی آئندہ اپنی حقیقی مشکلات کو بیان نہیں کریگا۔ اور ہم انکو حل نہیں کر سکینگی۔ پس بچپن سے ہی انکی ہر بات کا تسلی بخش جواب دیں۔ تا آئندہ بھی وہ اپنی مشکلات حل کرانے کے لئے آپکے پاس لائیں ؎

(۹) خفیہ باتیں کرنا بچہ میں پوشیدہ باتوں کی کھوج نکالنے کا احساس بہت ہوتا ہے۔ اور وہ ہر بات سمجھتا ہے۔ بچہ سے کوئی بات چھپا کر نہیں کرنی چاہیئے۔ اور نہ ہی ایسے الفاظ اور لہجے میں بات کرنی چاہیئے جس سے اسکو شک پیدا ہو۔ بچہ کے سامنے اس کی خوبیوں کا ذکر اور ہنسی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ بچہ میں انانیت کا زیادہ احساس ہوتا ہے۔ ممکن ہے، اس ہنسی سے جس کی وجہ وہ سمجھتا نہیں اسکو تکلیف محسوس ہو۔ یا دوسروں کی توجہ کھینچنے کے لئے اپنے دل میں بناوٹ اور دکھاوے کی خواہش پیدا کر لے ؎

(۱۰) نرمی سے سلوک بچہ سے نرمی اور سلوک سے پیش آنا چاہیئے اسکی ایسی عزت کرنی چاہیئے۔ جیسی بڑوں کی کی جاتی ہے۔ اور ادب سے بلانا چاہیئے۔ اسکو گالی نہیں دینی چاہیئے۔ اکرموا اولادکم (حدیث نبوی) بچوں کی بعض اپنی کھیلیں اور باتیں ہوتی ہیں۔ جو بڑوں کے نزدیک بے معنی ہوتی ہیں۔ اُن میں دخل نہیں دینا چاہیئے۔ اگر دخل دینا ضروری ہو تو وجہ بیان کرنی چاہیئے۔ اور ہمدردی سے پیش آنا چاہیئے۔ جیسا کہ ذیل کے واقعہ سے ظاہر ہے:۔

ایک سبق آموز واقعہ ایک لڑکی چولہے کے نزدیک کھیل رہی تھی۔ ماں نے اس کو کوٹھے پر سے آواز دی بیٹی آؤ اور سو جاؤ۔ لڑکی دو تین منٹ تک اپنا کام ختم کر چکنے والی تھی اگر ماں کو بھی اس بات کا

علم ہوتا - تو وہ اس کو نہ بلاتی - لڑکی آنسو نکال کر باپ سے بولی - کہ میں ابھی جانا نہیں چاہتی - میں اپنا کام ختم کر کے جاؤنگی ایک طرف تو ماں کی حکم عدولی اور دوسری طرف لڑکی کی دلشکنی کا سوال تھا - مگر اسوقت باپ نے نہایت عقلمندی سے جواب دیا - کہ اگر تمھاری والدہ کو علم ہوتا - کہ تم کام ختم کرنے کے قریب ہو - تو وہ ہرگز نہ بلاتی - مگر حکم حکم ہے جس کی اطاعت ضروری ہے - پس کھٹولے کی طرف دوڑو - لڑکی فوراً چلی گئی - غرض اس طرح باپ نے لڑکی کی دلشکنی میں ہمدردی کر کے ناکامی کا دلیرانہ مقابلہ کرنے کی تلقین کر دی - اور والدہ کے حکم کا احترام بھی سکھا دیا ٭

(۱۱) متضاد حکم } والدین کو چاہیئے کہ بچہ کی تربیت میں متحد دیوار کی طرح ہوں - متضاد حکم نہیں دینے چاہئیں - اگر ماں باپ کی آراء میں تربیت کے متعلق اختلاف ہو - تو اس کا فیصلہ خلوت میں کرنا چاہیئے - اگر ایک کوئی تجویز کرے - تو دوسرا رفیق زندگی اس تجویز پر پانی نہ پھیر دے - مثلاً باپ بچہ کو کسی خرابی پر سزا دے تو اس موقع پر ماں بچہ کو گود میں اٹھا لے - یا باپ کہے یہ کام نہ کرو - تو بچہ چلاتا ہے - جب باپ باہر گیا - تو والدہ نے بچہ کو خاموش کرنے کے لئے کہدیا - کہ کر لو ٭

(۱۲) باپ کی بے اعتنائی } بعض باپ بچے کی تربیت میں دخل نہیں دیتے - گویا ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ بچہ کا باپ نہیں - (زندہ تو ہوتا ہے مگر نہ ہونے کے برابر) - اسکو دفتر کے کام کھیل اور کلب سے فرصت نہیں ملتی - پھر باپ کی اس بے اعتنائی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بچہ ماں پر ہی بھروسہ کرتا ہے - اگر پانچ سال تک باپ بچہ کی تربیت میں شوق اور ہمدردی سے حصہ نہ لے - تو بچہ کو بھی بعد میں اسکے رفیق زندگی ہونے کا احساس نہیں ہوگا - اگر بالفرض بچہ باپ سے محبت کریگا بھی تو ڈر کر یا فرض سمجھ کر اسکو خوشی نہیں ہوگی - بعض باپ محنت سے کماتے اور بچہ کے آرام کے لئے ہر قسم کا خیال رکھتے ہیں - مگر تربیت میں دلچسپی نہیں لیتے - ایسی کمائی بے سود ہے - باپ کو چاہیئے رات کو سوتے وقت یا کسی فرصت کے وقت بچہ سے محبت سے گفتگو کرے - اور اسکی کھیلوں میں حصہ لے - چاہیئے کہ باپ کو نہ صرف گھر کا مالک ہونے کا احساس ہو - بلکہ بچے کا رفیق زندگی اور ساتھی بھی بنے - کیونکہ یہی تعلق زیادہ دیرپا ہے - مالک ہونے کا احساس بچہ میں صرف بڑے ہونے تک رہتا ہے - بعد میں نہیں ہوتا - پھر وہ خود مختار ہوتا ہے - مگر ساتھی اور رفیق کا تعلق ساری عمر تک رہتا ہے ٭

(۱۳) والدہ کا مشورہ } بعض دفعہ باپ کی بے اعتنائی اور سرد مہری کا باعث والدہ ہوتی ہے - کیونکہ والدہ بچہ کی تربیت میں ایسی مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا کر دیتی ہے کہ والد کو خطرہ ہوتا ہے کہ اگر میں نے ترمیم کی یا اصلاح کا مشورہ دیا - تو بیوی برا منائیگی - اور اسکے مشورہ کو غلط قرار دیگی - مثلاً بچہ نے کہا ابا کہانی سناؤ - والدہ بولی یہ سونے کا وقت ہے - یا اگر والد بچہ کے لئے مٹھائی وغیرہ لاتا ہے تو والدہ کہتی ہے کہ بچہ اس سے ضرور بیمار ہو جائیگا - اگر باپ بچہ کو کہے کہ بیٹا آؤ فٹ بال کھیلنے کے لئے جائیں - والدہ کہتی ہے - سردی ہے بارش ہوتی ہے - بچہ کو آج نہیں جانے دونگی کل سہی - پس والد سمجھتا ہے کہ جب میری رائے

همیشہ ناقص ہی ہوتی ہے۔ تو مجھے مشورہ دینے کی کیا ضرورت ہے۔ اس وجہ سے وہ تربیت سے الگ ہو جاتا ہے *

KHILAFAT LIBRARY

والدین کا فرض والدین کا فرض ہے۔ کہ بچّہ کے لئے نہ صرف اعلیٰ لباس اور خوراک مہیا کریں۔ بلکہ اعلیٰ تربیت سے مفید شہری بھی بنائیں۔ جس طرح ہمارے والدین کا ہم پر احسان ہے۔ کہ انہوں نے تربیت کی۔ اس طرح ہم کو بھی اسی فرض کو ادا کرنا چاہئیے بُری عادات خود اتنی اہم نہیں۔ بلکہ اصل چیز اسکے محرک اور موجبات ہیں۔ انکا مطالعہ کر کے ازالہ کرنا چاہئیے۔ بچّہ کے ذریعے اپنی ناکامی کو پورا کرنے کی کوشش نہ کرو۔ بلکہ اسکے فطرتی میلان کے مطابق اسکی شخصیت کی نشوونما کرنی چاہئیے۔ اور اسکے لئے ایسی جسمانی ذہنی اخلاقی اور روحانی فضا پیدا کرنی چاہئیے جو نقل کرنیکے لائق ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسا کرنیکی توفیق دے۔ آمین

خاکسارہ مریم۔ مشرقی افریقہ۔ کاکامری

اعانت

مَیں اپنے بھائی کے تولد ہونیکی خوشی میں ایک سال کیلئے کسی غیر مستطیع بہن کے نام مصباح جاری کرواتی ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے برادر عزیز کا نام شمس الحق رکھا ہے۔ جملہ مصباحی بہنوں اور حضرت ام المومنین کیخدمت میں ملتمس ہوں کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ برادر عزیز کو تادیر سلامت باصحت رکھے اور اپنے ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔

(۲)

میرے دل میں ایک مراد تھی وہ خدا تعالیٰ نے پوری کی جسکی خوشی میں اخبار مصباح کسی خواہشمند بہن کے نام جسے خریدنے کی توفیق نہ ہو جاری کرانا چاہتی ہوں ایک سال کے واسطے۔ قیمت بصیغہ منی آرڈر ارسال ہے۔

رقیمہ ناچیزہ اصغری بیگم دختر مولوی سراج الحق صاحب احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ پٹیالہ مقیم مورنڈہ ضلع انبالہ

نوٹ - دونوں اعانتوں کی قیمت [illegible]

اِخلاق

اخلاق ایک لُطفِ الٰہی کا تاج ہے
ہو جسکے سر پہ اس کا زمانہ میں راج ہے

مندرجہ بالا شعر پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ شاعر نے اخلاق کی تعریف صحیح لفظوں میں کی ہے اخلاق وہ بے بہا نعمت ہے جو انسان اگر چاہے تو کبھی بھی ضائع نہیں ہو سکتی۔ اور بدنصیبی سے یہ نعمت اکثر عورتوں کو میسر نہیں اور بعض مرد بھی اس سے محروم ہیں۔ اسکی سب سے بڑی وجہ "جہالت" ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بداخلاقی کی وجہ سے نند بھاوج یا ساس بہو و بہنوں بہنوں میں جھگڑا ہوتا ہے ایسا کیوں ہوتا ہے صرف بداخلاقی کی وجہ سے۔ کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ ماں باپ لڑکی کی تربیت ہی ناقص طریقہ سے کرتے ہیں کہ جس سے بجائے عمدہ اخلاق پیدا ہونے کے بداخلاقی ایسا خطرناک مرض اپنا گھر کر لیتا ہے۔ لڑکی کو تعلیم ہی یہ دی جاتی ہے کہ ساس نندیں دشمن ہوتی ہیں۔ اور جب ایسی لڑکی کو ساس نندوں سے پالا پڑتا ہے تو چونکہ وہ ساس نندوں کو دشمن یقین کر چکی ہوتی ہے اور حسب مقدور انکو تکلیف پہنچانے کی ذلیل کوشش کرتی ہے۔ اور یہ بدترین فعل ہے جو اس سے عمل میں آتا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ شادی کے بعد بھائی یا بیٹا اپنے تمام تر فرائض فراموش کر دیتا ہے۔ اور تمام کوشش

یہی ہوتی ہے کہ بیوی ناراض نہ ہو - خواہ والدین جیسی بے بہا نعمت چھوڑنی پڑے - اور یہ سب سے بھاری غلطی ہے - اور یہی وجہ فساد ہے - یہ ایک غور طلب بات ہے کہ وہ بہن یا ماں جو بھاوج یا بہو کی آمد کا اس درجہ اشتیاق رکھتی ہوں کہ "بھائی کی شادی" کا خیال بھی چلّو بھر خون بڑھا دیتا ہے جب خوش نصیبی سے یہ وقت میسّر ہو تو بھاوج کی آمد پر اسکی دشمن ہو جائے - تمام غلطی بھائی کی ہوتی ہے - جو اپنے فرائض کو نہیں سمجھتا - اُسے چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ بیوی کے حقوق اپنی جگہ - بہنوں کے انکی جگہ والدین کی خدمت اپنی جگہ بجا لاتا - اگر ایسا کیا جائے تو یقیناً یقیناً کبھی بھی آپس میں تنازع نہیں ہو سکتا وہ بہن جو بھائی پر ہزاروں اُمیدیں رکھتی ہو وہ ماں جو بچّہ کے پیدا ہوتے ہی لاکھوں منصوبے اور امیدیں لگاتی ہے - یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی کہ وہ بھائی یا بیٹا جو شادی کے بعد ہنسکر بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتا اُنکا دل اس چوٹ کی تاب نہیں لا سکتا اور وہ بدظن ہو جاتی ہیں کہ یہ سب "بھاوج" کی شرارت کا نتیجہ ہے - بیشک بعض ایسی بھی ہوتی ہیں جو یہ پسند نہیں کرتیں کہ انکا شوہر اپنے والدین یا بہن بھائیوں کے پاس بیٹھے - اور وہ اپنی اس خواہش کو آہستہ آہستہ پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کرتی ہے - اور آخر وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو جاتی ہے اور جب دیکھتی ہے کہ خاوند رام ہو چکا ہے تو اپنی تمام طاقت سسرال والوں کی بُرائی میں صرف کر دیتی ہے اور یہ نہیں سوچتی کہ وہ ماں جس نے اپنے جگر گوشہ کو خون جگر پلا پلا کر خود تکلیف اُٹھا کر لاکھوں ارمانوں سے اسے پالا تھا اب جبکہ امید بر آنے کا وقت آیا تو اُس بھائی یا بیٹے کی تمام محبّت صرف بیوی کے لئے وقف ہو جاتی ہے اور یہ تمام نقص صرف ناقص تعلیم کی وجہ سے ظہور میں آتے ہیں - اگر تعلیم مکمّل دی جائے تو ناممکن ہے کہ وہ اپنے فرائض کو نہ سمجھیں - میرا اس تحریر سے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ بیوی کو خوش نہ رکھے - نہیں ہرگز نہیں بلکہ اُسکے آرام کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے اسکی ضروریات کو پورا کرنا اس کا فرض ہے - ساس نندوں کو بھی لازم ہے - کہ وہ بہو بھاوج کے ساتھ بہن یا بیٹی سا سلوک کریں - اور بھاوج کو لازم ہے - کہ وہ ساس کو اپنی ماں اور نند کو بہن کی جگہ سمجھے اگر ایسا کیا جائے تو ناممکن ہے کہ فساد ہو - اگر اخلاق درست ہوں اور ایک دوسرے کی عزّت درجہ بدرجہ کی جائے تو لڑائی کبھی بھی عمل میں نہیں آسکتی - اخلاق درست نہ ہونے کی وجہ سے بہن بھائیوں باپ بیٹوں میں جھگڑے ہوتے ہیں اگر یہ مرض بہنوں سے دور ہو جائے تو اسلام کے نونہال ماں کی گودوں سے ایک اعلیٰ تربیت حاصل کر کے نکلیں - فرض کریں اگر خاوند ہی میں نقص ہوں تو عقلمند بیوی انکو بآسانی درست کر سکتی ہے - یعنی جس شخص سے محبّت ہو اسکی باتیں بھی پیاری لگتی ہیں - اور یہ ناممکن ہے کہ بیوی اسے والدین

کی فرمانبرداری کی ترغیب دے اور خاوند پر اثر نہ ہو۔ افسوس اب زمانہ ایسا جارہا ہے کہ بیوی صرف یہی چاہتی ہے کہ خاوند کی تمام توجہ اسکی طرف ہی ہو بلکہ اُسے چاہیئے تو یہ تھا کہ سسرال میں آتے ہی اپنی شیریں کلامی سے ساس نندوں کا دل قابو میں کر لیتی اور ثابت کردیتی کہ سسرال میکہ میں کچھ فرق نہیں۔ ساس نندوں کو اپنی محبت شعار ماں بہن بنا لیتی تو یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ اُس کی بیرن ہوجائیں۔ کیونکہ جس سے پہلے کا سابقہ ہی نہ پڑا ہو اسکو جب اسکے پاس رہنا پڑے تو یہ مشکل نہیں کہ بھاوج کے اخلاق کا نندوں پر اثر نہ ہو۔ اگر بیوی خاوند کو اپنی مرضی پر چلا سکتی ہے تو کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ ساس نندوں کو بھی اپنے حسن سلوک سے اپنا گرویدہ کرلے عمدہ اخلاق رکھنے والے انسان اپنے دشمن جانی کو بھی رام کرلیتے ہیں۔ تو پھر ساس نند کہ جو آخر کچھ محبت رکھتی ہیں رام کرنا مشکل نہیں ٭

اب تعلیم النسواں کا سلسلہ شروع ہوچکا ہے امید ہے کہ اب یہ مرض یعنی "بداخلاقی" دور ہو جائے میں امید کرتی ہوں کہ "مصباحی بہنیں اس ضروری مسئلہ پر قلم اُٹھا کر اس کمی کو پورا کریں کہ نند بھاوج یا ساس بہو کا آپس میں کس طرح اتفاق ہوسکتا ہے امید ہے تجربہ کار بہنیں توجہ کرینگی ٭

راقمہ خاکسار سلیمہ خاتون بنت شیخ مشتاق حسین صاحب احمدی۔ گوجرانوالہ

جھوٹ چھوڑو سچ کا ہتھیار پکڑو

KHILAFAT LIBRARY

انسان کے واسطے جھوٹ سے زیادہ ذلیل کرنے والی کوئی چیز نہیں ٭

جھوٹ کیا ہے؟ کسی بات کو خلاف واقعہ بیان کرنے کو جھوٹ کہتے ہیں جس طرح سچ بولنا ایک جوہر ہے اسی طرح جھوٹ بولنا عیب ہے۔ فی زمانہ لوگوں میں ایسا رواج ہوگیا ہے کہ جھوٹ بولنا انکی عادت میں شامل ہے اس لئے انکو جھوٹ بولتے وقت ذرا بھی خیال نہیں ہوتا پھر جس قوم میں اسکا زیادہ رواج ہوگا اس قوم کو کبھی ترقی اور سربلندی حاصل نہیں ہوسکتی ٭

جھوٹ کے نتائج اسکی وجہ یہ ہے کہ جھوٹ ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جس سے تمام دنیا کی بُرائیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ چوری جعلسازی مکاری دغابازی وغیرہ یہ اسکے ادنیٰ فعل ہیں اور بھی ایسے کام ہیں جو انسان کے رتبہ اور شرافت کو داغ لگا کر ذراسی دیر میں ذلیل و خوار کردیتے ہیں ٭

جھوٹ بولتے وقت انسان کو ہرگز اسکے نتیجہ کا خیال نہیں ہوتا جسکی وجہ سے وہ بیدھڑک جھوٹ بولتا ہے جب شروع میں ذراسی ادنیٰ بات پر جھوٹ بول لیتا ہے تو پھر رفتہ رفتہ اسکو بڑے بڑے کام بھی عیب نہیں معلوم ہوتے یہانتک کہ اپنی بات

سچی ظاہر کرنے کے لئے اکثر اوقات جھوٹی قسم کھا جاتا اور حلف اُٹھا لیتا ہے اور ایمان کی بھی کچھ پروا نہیں ہوتی بس ایمانداری اور بے ایمانی اسی جھوٹ اور سچ کا دوسرا نام ہے اور جس میں ایمان نہیں اسکے کسی قول اور فعل کا اعتبار نہیں اور نہ کبھی جھوٹے آدمی پر بھروسہ کرنا چاہیئے جو کوئی بھروسہ کریگا اور اسکی بات کا یقین کریگا ضرور دھوکا کھائیگا کیونکہ ایسے اپنی زبان اور کلام کا کچھ پاس ہی نہیں ہوتا جسکے سبب غیر تو درکنار خود اپنے عزیز ایسے شخص کو ذلیل و خوار سمجھنے لگتے ہیں اور کوئی بھی اسکی کچھ قدر اور وقعت نہیں کرتا۔ پھر جو آخرت میں اسکو بھگتنا ہے وہ الگ رہا۔

علاوہ اسکے دنیا میں بھی کوئی مذہب ایسا نہیں جو جھوٹ بولنے کو عیب نہ سمجھتا ہو اور مذہباً گناہ نہ ہو پھر اسکا گناہ بھی معمولی نہیں کیونکہ جھوٹ سب عیبوں کی جڑھ ہے اس لئے اسکا گناہ بھی بہت سخت ہے۔ پس بڑے افسوس کی بات ہے کہ ذراسی باتوں پر جھوٹ بول کر اتنا بڑا گناہ سر لیں اور دنیا میں اسکے بُرے نتائج میں پھنسکر اسی طرح پر دین و دنیا دونو خراب کرلیں اور کہیں ٹھکانا نہ ملے یہ کونسی دانشمندی ہے

KHILAFAT LIBRARY

سچ

برخلاف اسکے سچ بولنا انسان کی شرافت اور وقعت کی دلیل اور عزت کا باعث ہے آجکل دنیا میں سچ بولنے والے کم اور جھوٹ بولنے والے زیادہ ہیں وہ کیا انسان ہے جو سچ اور جھوٹ یعنی نیک اور بد میں فرق اور تمیز نہ کرسکے اور اسکے نتیجہ کو نہ سمجھ سکے انسان کا قاعدہ ہے کہ بھلائی کی طرف کم اور بُرائی کی طرف زیادہ رجوع کرتا ہے جس سے اسکی عقل و دانش کی تمیز ہوتی ہے

سچ کیا ہے؟

ایک واقعہ کا بعینہ بیان کرنا ہے جو انسان کا فرض ہے۔ اپنے سچے کلام پر پختگی سے قائم رہنا ایمان کی دلیل ہے اور ایمان انسان میں ایک بیش بہا جوہر ہے جو دین دنیا میں اسکی قدر و منزلت کو بڑھاتا ہے اور یہ سچائی کی عادت انسان کے تمام عیبوں کو ڈھانپ لیتی ہے اور جو آرام اور آسائش جسمانی اور رُوحانی اس سے حاصل ہوتے ہیں وہ بیان ہی نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ قاعدے کی بات ہے کہ دروغگو کے دل پر ہمیشہ ڈر اور خوف کا عالم طاری رہتا ہے جسکے سبب طبیعت کی رنجیدگی اور فکرمندی رُوح کو تکلیف پہنچاتی ہے اور اسکو اپنے کلام پر بھی ہرگز اطمینان نہیں ہوتا دوسروں کو بھی مثل اپنے سمجھا کرتا ہے

سچ کے فائدے

برخلاف اسکے راستباز ہمیشہ نڈر اور بیخوف ہوتا ہے اسکی طبیعت اور دل کو ایک قسم کی شگفتگی اور رُوح کو تازگی اور قوت حاصل ہوتی ہے

پس چاہیئے کہ شروع ہی سے جھوٹ اور سچ میں فرق اور تمیز کرکے اسکے عیب و ثواب پر غور کریں اور جھوٹ سے نفرت اور سچ کی عادت ڈالیں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ جو عادت شروع سے جڑھ پکڑ لیتی ہے وہ مشکل سے پیچھا چھوڑتی ہے اس لئے سچ یعنی

اچھے کام کی عادت ڈالنی چاہیئے کوئی بات خواہ ادنیٰ ہی کیوں نہ ہو ہمیشہ سچ کہیں اور اپنے سچے کلام پر پختگی سے قائم رہیں خواہ اس میں کسی قدر تکلیف ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ سچ بات اکثر موقعہ پر کڑوی معلوم ہوتی ہے ایسی حالت میں یہ سمجھ لینا کافی ہوگا کہ دنیا اور اسکے اندر کی کُل چیزیں ناپائیدار ہیں اور ایک نہ ایک دن ضرور فانی ہونے والی ہیں اور انسان محض پانی کا بلبلہ ہے موت حیات کا کچھ اعتبار نہیں جیسا کہ دن رات ہمارے مشاہدہ میں آتا رہتا ہے پس انسان نہیں رہتا اور اسکے فعل باقی رہتے ہیں جو بعض اوقات اسکی جان کے لاگو ہوجاتے ہیں جب انسان اپنے فعلوں کے باعث عذاب الہٰی میں گرفتار ہوتا ہے تو اسوقت خیر و عافیت معلوم ہوتی ہے پھر سوائے کفِ افسوس ملنے کے کوئی چارہ نہیں ہوتا جس کا آخر نتیجہ یہ ہے کہ جھوٹ سے تھوڑے آرام کے بعد پھر برابر تکلیف ہی تکلیف ہے اور سچ میں اوّل تو کوئی تکلیف ہی نہیں اگر اتفاقاً کوئی موقعہ ایسا بھی ہو تو دائمی آرام کے مقابلہ میں عارضی تکلیف گوارا کر لینی چاہیئے ؛

پس میری پیاری بہنو! چونکہ ہمارے سلسلہ احمدیہ کا اصل مقصد اور غرض دنیا میں یہی ہے کہ خدا پر ایمان کو از سرِ نو زندہ اور تازہ کر کے انسان کو پاکیزگی پر چلائے اور گناہوں سے نجات پانیکی راہ بتائے جس کی کلید سچ ہے تو ہمیں چاہیئے کہ ہم راہ راست پر ثابت قدم ہو کر دوسروں کو اس پر عملدرآمد کرنے کی تلقین کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے آمین ؛ والسّلام

خاکسار عظمت بیگم بنت سردار کرم داد خانصاحب جمعدار قادیان

مذہب کی آڑ میں نکاح ثانی

میں نہ تو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں۔ اور نہ ہی مضمون نگار میں چند حروف اپنی معزز خواتین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ اُمید ہے کہ کوئی بہن اعتراض نہ کریگی ؛

KHILAFAT LIBRARY

میں نے اکثر مردوں کو دیکھا ہے۔ کہ دوسری شادی کرنے پر تو بہت جلد آمادہ ہوجاتے ہیں۔ مگر جو احکام خداوند کریم نے دوسری شادی کے لئے ٹھیرائے ہیں ان سے بالکل ہی لاپرواہیں گویا دوسری شادی کر کے پہلی بیوی کا کچھ حق ہی نہیں سمجھا جاتا۔ اگر بیوی بے اولاد ہے تو اولاد کا نقص نکال کر فوراً دوسری شادی کر لی۔ مگر اب کون خیال کر سکتا ہے کہ پہلی بیوی کا کیا حشر ہوگا۔ اگر کسی غیرت مند شخص نے پہلی بیوی کو رکھ بھی لیا تو وہ بھی نئی بیگم کی ماتحتی میں۔ اگر اس غمزدہ کا کوئی میکے میں ہوا تو وہاں چلی گئی ورنہ وہیں پڑی جوتیاں کھاتی رہی ؛ یہ ہے ہمارے مردوں کا انصاف اور یہ ہے انکی غیرت و حمیّت ۔ میں یہ نہیں کہتی کہ سب ہی مرد

ایسے ہوتے ہیں۔ مگر ہاں بضرور کہونگی کہ فی زمانہ بہت ہی کم ایسے محترم بزرگ ہوتے ہونگے۔ جو کہ دونو بیویوں کا ایک سا حق پہچانتے ہونگے۔ نعوذ باللہ

میرا مطلب یہ نہیں کہ مرد دوسری شادیاں کیا نہ کریں۔ میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ جہاں آپ معزز بزرگ قرآن مجید کے حکم سے دوسری شادی کرتے ہیں۔ وہاں اسکے دوسرے حکموں کے بجا لانے کی بھی کوشش کیجئے۔ یعنی پہلی بیوی کا بھی حق پہچانئے۔ اور اُسکے ساتھ بالکل بے انصافی نہ برتئے ؛

جتنے حقوق ہمارے پاک مذہب نے ہم عورتوں کو دئیے ہیں۔ اگر اسکا چوتھائی حصہ بھی ہمارے مرد ہم کو دیں تو ہمیں کبھی بھی شکایت کا موقع نہ ملے۔ یہ غریب مظلوم فرقہ مُنہ سے تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر آپ ہی انصاف کیجئے۔ کہ کہاں تک صبر کرے۔ صبر کی بھی ایک حد ہونی چاہیئے۔ اسوقت کئی مثالیں میرے سامنے موجود ہیں۔ مگر مضمون کی طوالت کے خوف سے نظر انداز کئے دیتی ہوں۔ میری اکثر سہیلیاں ہیں جو کہ ابھی بالکل جوان ہیں۔ اور انہیں فکروں میں گھل گھل کر تپ دق کا شکار ہو رہی ہیں یہ دیکھتے ہوئے مجھے بھی ان چند حروف لکھنے کی ہمت پڑی ؛

میری ایک نہایت گہری سہیلی ہیں جنکی شادی پر ابھی چار سال ہی گذرے ہونگے۔ کہ کچھ بیمار رہنے لگیں۔ ادھر میاں کو دوسری شادی کی فکر لاحق ہوئی۔ جب بیمار بیوی نے یہ سُنا تو مرض میں اور اضافہ ہو گیا۔ گویا کسی نے زخموں پر نمک چھڑک دیا۔ میاں نے جو ٹھانا تھا چند ہی دنوں میں کر دکھایا (دوسرا نکاح کر لیا) دوسرے نکاح کے چند دن بعد تو اس نے جس طرح ہو سکا بیمار بیوی کو رکھا آخر تنگ آکر ایک دن اس نے بیوی سے کہا کہ اب تو تم ہر وقت کی مریض رہنے لگیں۔ تمہاری وجہ سے ہماری زندگی بھی تلخ ہو رہی ہے۔ بہتر ہے کہ تم میکے چلی جاؤ۔ بدنصیب بیوی نے بہتیری منت سماجت کی روئی پیٹی مگر شوہر کے دل پر اسکا اُلٹا اثر پڑا۔ آخر جب اُسے رہنے کا کوئی ڈھنگ نظر نہ آیا۔ تو اپنی قسمت کو روتی دھوتی میکے چلی گئی۔ وہاں گئے ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہونگے۔ کہ وہ بد قسمت اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

یہ تو ہے ہمارے مردوں کی حالت۔ یہ نہیں کہ صرف جاہلوں نے ہی یہ روش اختیار کر رکھی ہے۔ بلکہ مندرجہ بالا واقعہ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک تعلیم یافتہ شخص کا دیکھا ہے۔ جبکہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کی یہ حالت ہے۔ تو جاہلوں کا خدا حافظ۔ یہ تو ایک معمولی مثال ہے۔ اس سے بھی زیادہ دردناک واقعات سُننے میں آتے ہیں ؛

آخر میں میں اپنے احمدی بھائیوں کی خدمت میں ملتجی ہوں۔ کہ جہاں آپ اور دوسرے دینی کاموں میں سب سے بڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ وہاں للہ اپنی نظیر یہ بھی قائم کر دکھائیے۔ اور ہم غریب بیکس فرقے کی دُعاؤں سے مالا مال ہو جئے ؛

ایک دردمند خاتون

KHILAFAT LIBRARY

تعلیم کے فوائد

(۱) یہ ایک ایسا مضمون ہے جسکے فوائد ایک جاہل بھی بیان کرسکتا ہے۔ مگر مختلف طریقوں سے اس پر بہت بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی جاسکتی ہیں میرے لئے ان چند سطور میں اسکے ایک پہلو کا عشر عشیر لکھنا دریا کو کوزے میں بند کرنا ہے ؛

(۲) تعلیم ایک سہ حرفی لفظ علم سے نکلا ہے۔ جسکے معنی ہیں "جاننا"۔ اب دنیا میں ہر شخص کو اسکی ضرورت کے موافق چیزوں کا علم ہوتا ہے جتنی کہ حیوانات کو بھی۔ قصہ مختصر سوال یہ ہے۔ کہ علم سے دنیا اور خاصکر عورتوں کو کیا فائدہ ہے۔ آج دنیا میں یہ بات ثابت ہوگئی ہے۔ کہ قوموں کی ترقی کا راز۔ انکا کمال عروج پر پہنچ جانا اس قوم کی عورتوں پر منحصر ہے۔ آج یورپ امریکہ جو ترقی کر رہے ہیں اسکی وجہ انکی عورتیں ہیں۔ اور یہ بات آپکو آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ عورتیں ایک زمین کی طرح ہیں۔ اور نوجوان اس زمین کے درخت ہیں۔ اگر زمین اچھی نہیں۔ تو پودے جو درخت بننے والے ہیں کبھی اچھے نہیں ہوسکتے۔ اب تم تمام جانتی ہو۔ کہ زمین کو پانی کھاد وغیرہ دیکر اچھا بنایا جاسکتا ہے۔ جس سے کہ پودے اچھے ہوجائینگے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جب تک کسی قوم کی عورتیں اچھی نہ ہونگی۔ اس قوم کے نونہال کبھی دلیر عقلمند اور طاقتور انسان نہیں ہوسکتے؟

(۳) آپکو معلوم ہے۔ کہ عورت کا ایک اہم کام بچہ پیدا کرنا ہے۔ اور وہ اس بچہ کو پتہ ہے۔ کہ کیا دیتی ہے اسکے متعلق امریکہ کی ایک بہت مشہور عورت کہتی ہے۔ میں نے اپنے بچے کو ایک محل اور ایک سلطنت کرنے کے لئے دی ہے ؛

(۴) وہ محل اسکا جسم ہے۔ اور حکومت اسکی روح یعنی ضمیر ہے۔ دیکھو یہ کتنا بڑا اور اہم کام ہے۔ جو عورت کے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ کیونکہ وہ بچہ کم از کم ۷-۸ سال تک اپنی ماں کے پاس رہتا ہے۔ اب ضروری ہے کہ اس عورت کو پتہ ہو۔ کہ محل کیا چیز ہے۔ اور سلطنت کسے کہتے ہیں۔ حاکم کے کیا فرائض ہیں۔ اسکو کیسے حکومت کرنی چاہیئے۔ کیا اس حالت میں ضروری نہیں کہ اس بچہ کی تعلیم یعنی اسکی والدہ کو کتنا علم درکار ہے میں کہتی ہوں۔ کہ عورت کے لئے عالم ہونا اس قدر ضروری ہے۔ جسقدر زندگی کے لئے آکسیجن۔ میں تو کہتی ہوں۔ کہ مرجانا۔ تباہ ہوجانا بہتر ہے اس سے کہ عورت کو علم نہ ہو؟

(۵) آج ہم پر انگریز کیوں حکومت کرتے ہیں۔ اس قوم کی مائیں اپنے بچوں کو حکومت کا طریقہ سکھاتی ہیں۔ ہندوستان کی کیوں یہ حالت ہے۔ اسکی عورتیں مردہ ہیں۔ ان کی عورتیں نہیں جانتیں۔ کہ حکومت کیسے کرنی چاہیئے۔ انکی عورتوں کو نہیں معلوم کہ بچوں کی تربیت کیسے کرنی چاہیئے۔

پس یہ ثابت ہو گیا۔ کہ قوموں کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس قوم کی عورتیں تعلیم یافتہ ہوں۔ سو عورتوں کو تعلیم سے یہ پتہ چل گیا ہے۔ کہ دنیا میں انسان کس طرح انسان بنکر رہ سکتا ہے۔ اور اس تعلیم سے عورتوں کو فائدہ ہونے کے علاوہ اس قوم کو فائدہ اور ایک یہ فائدہ یعنی ضمیر پر حکومت ایک بہت بڑا فائدہ ہے؟

سوا علم کے کچھ نہ سیکھو کبھی
ہے بے علم رہنا بڑی غافلی

خاکسار آمنہ بی بی بنت میاں محمد صاحب اوورسیر لاہور

اسلام کا پردہ

ہم مستورات کے لئے پردہ اتنا ضروری اور لازمی ہے۔ جسقدر کہ خدا۔ اور رسول نے حکم دیا ہے۔ لازمی پردہ سے میرا یہ مطلب نہیں کہ عورتوں کو بالکل گھر کی چاردیواری میں بند کر دیا جائے جس سے انکو اپنی صحت اور دنیا کے حالات کی بالکل خبر نہ ہو۔

میں بھی جہاں تک خیال کرتی ہوں پردہ بہت ضروری ہے۔ لیکن اتنا بھی نہیں کرنا چاہیئے جتنا کہ آجکل ہمارے ملک میں بعض بعض خاندانوں میں پردہ کو ضروری سمجھتے ہیں کہ باپ بھائی یا شوہر کے ساتھ ہوا خوری کو جانا بھی عیب سمجھتے ہیں۔ اگر کسی بہن کا شوہر نئی روشنی کا ہوتا ہے اور وہ اسکو اپنے ساتھ کہیں لے جاتا ہے تو اسکے تمام خاندان کے لوگ اسکو برا خیال کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات اس سے ملنا ملانا بھی ترک کر دیتے ہیں ان وجوہات سے وہ روشن خیال عورتیں بھی تازہ ہوا سے محروم رہ جاتی ہیں۔ تمام عربی و مصری عورتیں نقاب پوش نکلتی ہیں۔ ہمارے یہاں کا پردہ بُرا۔ اور قید بے زنجیر ہے۔ اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ عورتیں آزاد ہو کر کھلے منہ بازاروں میں پھریں۔ بلکہ نہ تو عورتوں کو اسقدر آزادی دی جائے کہ وہ منہ کھول کر گلی کوچوں میں پھریں۔ اور نہ اتنا قید کیا جائے کہ بیچاریوں کو اپنی عمر میں کبھی تازہ ہوا بھی نصیب نہ ہو۔ سوائے ہندوستان کے یہ دستور کہیں نہیں دیکھا کہ عورتیں گھر سے باہر قدم نہیں نکال سکتیں یہ مرض لا دوا تو بس ہمارے ہندوستان میں ہی پھیلا ہوا ہے۔ شرعی پردہ کا خیال اہل اسلام کو ضروری اور لازمی ہے۔ اس سے زیادہ غلطی ہے۔ چنانچہ ایک بہن کو میں نے دیکھا کہ وہ بہت خوبصورت برقعہ پہنے ہوئے سڑک پر جا رہی تھیں۔ انکی گود میں ایک چھوٹی لڑکی تھی وہ نقاب اٹھا اٹھا کر اس گود کی لڑکی سے باتیں کرتی ہوئی چلی جا رہی تھیں۔ راستے میں جب لڑکی دوکانوں کو دیکھ کر روتی تو اس نے ایک دوکان سے کھانڈ کا ایک کھلونا لیکر لڑکی کو دیا[1] اور آگے چلی گئی۔ خاک اسکا پردہ تھا جس نے کہ نام کو برقعہ پہن رکھا اور جائے کھلے منہ۔

اسی عرصہ میں میں اپنی ایک سہیلی کے ہاں گئی انہوں نے بہت کوشش سے مجھے بلایا تھا ان کے

KHILAFAT LIBRARY

[1] دکان سے سودا خریدنا منع تو نہیں ہے۔ (ایڈیٹر)

یہاں اور بھی مہمان آنے والے تھے جنکا ہم بہت دیر سے انتظار کر رہے تھے تھوڑی دیر میں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ انکے باغیچے میں ہو کر ایک موٹر آئی جس میں سے صرف ایک عورت انگریزی طرز معاشرت کی اتریں ہم بھی سب ملکر انکے اتارنے کی غرض سے انکے قریب گئے۔ وہ ہمارے ساتھ شیک ہینڈ کرتی ہوئی کمرہ میں داخل ہوئیں۔ کچھ دیر کے بعد میں نے ان سے معلوم کیا آپنے کہاں تک تعلیم پائی ہے۔ انہوں نے کہا۔ آٹھویں کلاس تک میں یہ سُنکر بہت خوش ہوئی کہ خداوند کریم کا شکر ہے اب ہماری مسلمان بہنوں میں بھی تعلیم کا کچھ چرچہ ہوتا جاتا ہے۔ مگر اسی وقت یہ خیال کر کے بہت رنج ہُوا کہ وہ مسلمان ہو کر پردہ سے بالکل بے بہرہ تھیں مسلمان عورتیں جب کچھ یا دہ تعلیم پا جاتی ہیں تو وہ اپنے مذہب کو چھوڑ یورپین لیڈیز کی تقلید کرنی شروع کر دیتی ہیں بہت سے لوگ ان باتوں کو دیکھتے ہوئے لڑکیوں کو پڑھانا بھی بُرا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لڑکیاں تعلیم پاکر آزاد ہو جاتی ہیں اور پردہ تک بھی چھوڑ دیتی ہیں اِس ڈر سے بعض والدین اپنی لڑکیوں کو نہیں پڑھاتے اور وہ بیچاریاں عمر بھر کے لئے جاہل رہ جاتی ہیں اگر مسلمان عورتیں تعلیم پاکر پردہ نہ چھوڑیں اور اپنی فیج پر ہی قائم رہیں تو دوسری لڑکیوں کی زندگی بدمزگی سے ہرگز نہ گذرے اور ہماری تعلیم نسواں ہرگز بدنام نہ ہو۔ میرے اِس مضمون کا کوئی حرف بھی کسی بہن کو ناگوار ہو تو میں واپس لینے کو تیار ہوں والسلام

خاکسار نایاب بیگم معلمہ زنانہ مڈل سکول مراد آباد

غریبوں اور فقیروں پر رحم کرو

بہت بہنیں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ جس وقت فقیر یا غریب دروازہ پر آکر صدا کرتا ہے۔ اُس وقت یا تو اُسے جواب دے دیتی ہیں۔ یا اگر جواب نہ دیں۔ تو یہی کہہ دیتی ہیں۔ کہ بناوٹی غریب فقیر بن کر آجاتے ہیں۔ لیکن انہیں ترس نہیں آتا۔ کہ کون انسان ایسا ہے جس کا دل یہ چاہتا ہے کہ وہ غریب یا فقیر بنے بہنوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر کھانا کھاتے ہوتے اور باہر سے کوئی فقیر آواز دیتا تو آپ اپنے آگے سے کھانا اُٹھا کر دے دیتے۔ اس لئے بہنوں کو بھی چاہیئے۔ ایسا کریں۔ جب ہمارے پیارے نبی محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیا کرتے تھے تو ہمیں بھی چاہیئے۔ کہ غریبوں اور فقیروں کے ساتھ نیک سلوک کریں۔ جسوقت فقیر دروازہ پر کھڑا ہو تو اُسے مایوس نہیں کرنا چاہیئے۔ خدا ہمیں نیکی کی توفیق عطا کرے۔ آمین

راقمہ سکینہ بیگم بنت بابو محمد شفیع صاحب اوورسیر بنگلہ گڑھ ضلع شیخوپورہ

سَو روپیہ یکمشت ۱۰۰

انجمن احمدیہ اودرجمہ کی مستورات میں حکیم محمد فیروز الدین صاحب نے لنڈن مشن کی امداد کیلئے حضرت صاحب کی تحریک پُرتاثیر پیرایہ میں بیان کی جس پر یکصد تینتیس ۱۳۳ روپیہ نقد جمع ہُوا۔ جو داخل خزانہ کر دیا گیا۔ ان میں سے یکصد روپیہ یکمشت محترمہ چراغ بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری دل احمد صاحب نے دیا۔ (راقم محمد الدین مدرس اودرجمہ)

رپورٹ جلسہ خواتین

زیر صدارت محترمہ اُم داؤد صاحبہ

دفتر لجنۃ اماء اللہ میں ۴ بجے دن کے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم محمودہ خاتون مالیر کوٹلوی نے کی بعدہٗ ایک نظم اہلیہ نذر حسین صاحب نے پڑھی۔ جو مبارک اللہ صاحب احمدی کی لکھی ہوئی تھی۔

. . . .

اسکے بعد عزیزہ رضیہ بیگم صاحبہ نے اپنا مضمون پڑھا۔ چونکہ سعیدہ صادق اہلیہ صاحبزادہ مولوی عبدالسلام صاحب ناسازی طبیعت کی وجہ سے نہ آسکیں۔ اسلئے انکا مضمون سعیدہ رشیدہ بیگم نے پڑھا۔ پھر اہلیہ پیر مظہر قیوم صاحب مرحوم نے کچھ زبانی بیان کیا۔ اسکے بعد محمودہ بیگم بنت ذوالفقار علیخان صاحب نے مضمون سُنایا بعدہٗ دعا جلسہ برخاست ہوا۔

مریم۔ قائم مقام سیکرٹری لجنۃ اماء اللہ قادیان

شادی کی مبارکباد

میری پیاری لخت جگر بھتیجی محترمہ خاتون بنت مولوی عبدالحلیم صاحب احمدی کٹکی کا نکاح مبلغ دو ہزار روپیہ مہر پر بروز جمعہ مورخہ ۷ رجون ۱۹۲۹ء سیّد ابوالفضل صاحب بی۔ اے سے ہو گیا۔ ابھی تک عزیزہ کا رخصتانہ نہیں ہُوا۔ تمام مصباحی بہنوں کی خدمتمیں التجا کرتی ہوں کہ میری عزیزہ کیلئے دُعا کریں۔ اللہ تعالیٰ میاں بیوی دونو کو خادم دین بنائے۔ آمین۔ اور میرے بھائی صاحب کے چار بچے فوت ہو چکے ہیں صرف دو ہی لڑکیاں ہیں۔ محترمہ خاتون بڑی لڑکی ہے۔ دونو بچوں کی درازی عمر کے لئے دُعا مانگیں کہ اللہ تعالیٰ دونو کو نیک بخت بنائے تاکہ والدین کا دل اُن کی طرف سے ٹھنڈا ہو۔ آمین۔ خاکسار رحمتہ خاتون احمدی بنت مولوی عبدالرحیم صاحب مرحوم کٹکی از سرلو۔ ضلع کٹک

چک ۴۶ شمالی علاقہ سرگودھا میں مستورات کا جلسہ

چک ۴۶ شمالی شہر سرگودھا کے قریب ایک معمولی سا گاؤں ہے۔ جس میں قریباً بارہ تیرہ گھر احمدیوں کے آباد ہیں۔ اور کچھ عرصہ سے میرے والد صاحب بھی عارضی طور پر مع اہل و عیال کے اقامت پذیر ہیں۔ جب میں مع اپنی ہمشیرہ صاحبہ حمیدہ بیگم کے یہاں آئی اور مردوں کی جماعت کو باقاعدہ درس تدریس اور تبلیغی جلسے کرتے ہوئے دیکھا تو مستورات میں بھی جلسہ کرنے کی تحریک کی گئی جسپر جملہ احمدی مستورات نے خوشی کا اظہار کیا چنانچہ ۱۶ رجولائی ۱۹۲۹ء بروز منگل بوقت شب چوہدری حکم دین صاحب احمدی آباد کار کے احاطہ میں زیر صدارت میری والدہ صاحبہ جلسہ منعقد کیا گیا۔ ہمشیرہ صاحبہ ممدوحہ کی تلاوت قرآن شریف کے بعد عاجزہ نے درثمین کی نظم پڑھی۔ اور بعدازاں ہمشیرہ صاحبہ حمیدہ بیگم صاحبہ نے تربیت اولاد پر نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی تقریر کی جس میں بچوں کی جسمانی اور روحانی تربیت اور نگہداشت کے بارے میں قیمتی نصائح اور مفید تدابیر بیان کیں جس سے حاضرات بہت ہی خوش ہوئیں۔ اور آئندہ بھی اس قسم کے جلسوں کا سلسلہ جاری رہنے کی خواہش کی۔ ۲۰ کے قریب عورتوں

بچیوں کی تعداد ادنے اس جلسہ سے فائدہ اُٹھایا۔ اس میں غیر احمدی مستورات بھی شامل تھیں۔ جلسہ بخیر و خوبی برخاست ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ؕ

راقمہ سعیدہ بیگم بنت مولوی محمد عبداللہ صاحب احمدی بوتالوی سیکرٹری جماعت احمدیہ سرگودھا ضلع شاہ پور

رپورٹ بابت ماہ جولائی ۱۹۲۹ء

(شہر سیالکوٹ)

(۱) ماہواری جلسہ ۷ جولائی ۱۹۲۹ء بروز اتوار ساڑھے سات بجے صبح احمدیہ گرلز سکول کے صحن میں زیر صدارت سکرٹری سعیدہ فضیلت صاحبہ شروع ہوا۔ پہلے محترمہ زینب بی بی صاحبہ صاحبہ نے تلاوت قرآن مجید کی اور نعت پڑھی۔ پھر خادمہ نے الفضل کے خاتم النبیین نمبر میں سے ایک مضمون پڑھا پھر سیدہ رفعت صاحبہ معلمہ احمدیہ سکول نے شاہنامہ اسلام میں سے حضرت اسمٰعیلؑ کی پیدائش سے لیکر قربانی تک تمام حال پڑھ کر سنایا۔ بعد میں صدر صاحبہ کی تقریر نجات پر ایک گھنٹہ ہوئی۔ اس تقریر کا مقصد تو اس عیسائی عورت کے لئے تھا جسنے ۲ جون کے جلسہ میں کہا تھا۔ کہ ہمیں کوئی نجات دلانے والا چاہیئے۔ اور اسی وقت سکرٹری صاحبہ نے اعلان کر دیا تھا۔ کہ آئندہ جلسے پر میری تقریر نجات پر ہوگی۔ اگرچہ اس عیسائی عورت کو شمولیت جلسہ کیلئے کہا گیا لیکن وہ نہ آئی۔ تاہم اعلان کے مطابق تقریر نہایت عمدہ پیرایہ میں اسی مضمون پر ہوئی۔ لیکچرار نے عیسائیوں کا مسئلہ عدل و رحم بیان کر کے ثابت کیا۔ کہ یہ بجائے عدل کے خود عدل کے خلاف ہے۔ اور مسئلہ کفارہ گناہ سے نڈر کرتے ہوئے مستوجب عذاب ہے۔ نیز دنیا میں اس مسئلہ کی بانی قوم اس سے کسی کو مستفیض نہیں ہونے دیتی۔ یعنی بیٹے کی بجائے باپ کو سزا نہیں دیتی۔ پھر یہ بیان کرتے ہوئے کہ سب انبیاءؑ نجات دلانے کی غرض سے مبعوث ہوئے ہیں۔ ثابت کیا۔ کہ کس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو بے نظیر نجات دلائی۔ اور اپنے پیروؤں میں وہ قوانین مقرر کئے جو باعث نجات ہوں اور پیروؤں نے گردنوں پر تلوار کے ہوتے ہوئے اور آخری سانس میں گواہی دی۔ کہ ہم نے حضرت محمد صلعم کے وعدوں یعنی نجات کو سچا پایا۔ حالانکہ مسیح علیہ السلام کے حواریوں نے کس طرح اسکے خلاف ثبوت دیا +

(۲) ۹ جولائی بروز منگل پانچ بجے شام احمدیہ سکول کی دو استانیوں نے اپنی جے۔ وی کی سندیں ملنے ہونے کے شکریہ میں تمام ممبرات لجنہ و دیگر ملاقات کرنے والیوں کو پارٹی دی بعد میں سب کو پھولوں کے ہار پہنائے +

(۳) ۱۴ جولائی ساڑھے نو بجے صبح سکرٹری صاحبہ نے اپنے سکول کی تمام طالبات کو قرآن کریم سے پردہ و حیا پر درس دیا۔ اور عملی نمونہ دکھانے کیلئے زوردار الفاظ میں توجہ دلائی +

سیدہ عصمت معلمہ احمدیہ گرلز سکول
شہر سیالکوٹ

KHILAFAT LIBRARY

خوبصورت پھول

(۱)

یہ پھول غلاف تکیہ کے درمیان - میز پوش کے کونوں میں - نیز رومال میں - ریشم سے کاڑھنے کے لئے ہے - پھول گلابی اور پتے سبز دھاگے سے کاڑھیں - نہایت دیدہ زیب ہوگا۔

راقمہ - ایس - ایس نسیم کیمل پور

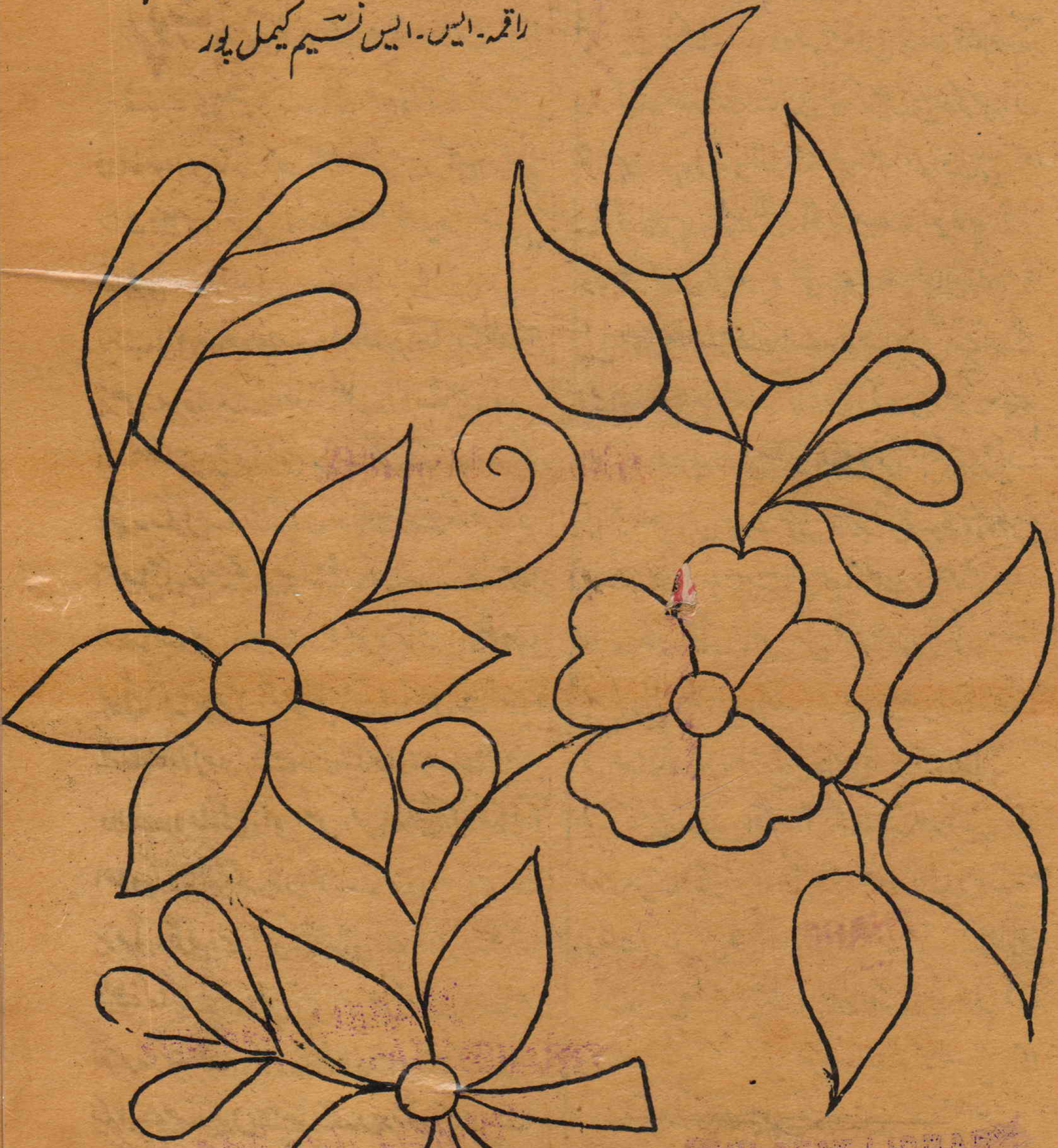

KHILAFAT LIBRARY

KHILAFAT LIBRARY

اطاعت شوہر

خدا را براں بندہ بخشایش است
کہ خلق از وجودش در آسایش است

میں مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین رضی اللہ عنہ کا مطالعہ کر رہی تھی۔ ایک واقعہ کو پڑھکر دل کو بڑی خوشی نصیب ہوئی۔ اس واقعہ کو میں نقل کرکے روانہ کرتی ہوں۔ تاکہ آپ بہنیں بھی اس خوشی میں شامل ہو سکیں۔ امید ہے۔ کہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اور وہ یہ ہے:-

حضرت مولوی جناب نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ صفحہ ۲۱۱ پر فرماتے ہیں:-

"مکہ معظمہ میں میں جن کے گھر رہتا تھا۔ وہ ایک بڑھے شخص مخدوم کہلاتے تھے۔ انکے گھر میں جو سب سے بے نظیر کام میں نے دیکھا وہ یہ ہے۔ کہ مخدوم صاحب بہت ضعیف العمر آدمی تھے۔ اور انکی بیوی بے نظیر حسین اور کم عمر تھی۔ لیکن وہ عورت اپنے ہاتھ سے کاغذ کوٹ کر پیسے کما کر اپنے خاوند کے لئے نہایت نرم غذا بنایا کرتی تھی۔ میں اس خدمت کو دیکھ کر حیران رہ جاتا تھا۔ ایک دن میں نے تنہائی میں اس سے کہا۔ کہ تم کو اپنے حسن کی خبر بھی ہے؟ اس نے کہا خوب خبر ہے۔ اور میں اپنی اس خبر کی شہادت بھی دے سکتی ہوں۔ اور وہ شہادت یہ ہے کہ مکہ کی تمام عورتیں دیکھ لو۔ یہ اپنے رخساروں پر ایک داغ بناتی ہیں۔ اور مجھ کو دیکھ لو۔ میرے چہرے پر کوئی داغ نہیں اور سارے شہر میں ایسی میں ہی ایک عورت ہوں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ میں اپنے حسن کو پہچانتی ہوں۔ جب عورتوں نے مجھ کو بہت مجبور کیا تو میں نے اپنے بالوں کے نیچے گردن پر داغ بنائے۔ چنانچہ اس نے اپنے بال اٹھا کر مجھے دکھائے میں نے کہا۔ اب دوسرا سوال یہ ہے کہ مخدوم صاحب کی تم اسقدر خدمت کرتی ہو۔ کہ میں دیکھ کر حیران ہو جاتا ہوں۔ یہ نہایت ضعیف العمر آدمی ہیں اور تم نوعمر ہو۔ کہنے لگی۔ اگر یہ ضعیف العمر نہ ہوتے تو میں کیوں کاغذ کوٹتی۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے میرے لئے یہ خاوند عطا کیا ہے۔ تو میرا فرض ہے کہ انکے ساتھ بہت غمگسارانہ برتاؤ کروں۔ مجھ کو معلوم تھا۔ اور بہت ہی پسند معلوم ہوا۔ کہ نیکی اور نیک طینتی اس عورت میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔ میں نے جب مخدوم صاحب سے پوچھا کہ آپ اس پر مطمئن ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ میں اسکی راستبازی پر قسم اٹھا سکتا ہوں۔ یہ بہت ہی غمگسار ہے۔ اور جس طرح اسکا نام صادقہ ہے۔ اسی طرح یہ واقعی صادقہ ہے"۔

میں نے یہ واقعہ صرف کہانی کے طور پر لکھ کر روانہ نہیں کیا۔ بلکہ میرا دلی منشا ہے۔ کہ سب بہنیں اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈالکر دیکھیں۔ کہ آپ اپنے خاوند کے خوش رکھنے اور غمگسار رہنے کا کہاں تک خیال رکھتی ہیں۔ خداوند کریم ہم سب بہنوں کو حقیقی اسلامی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین ثم آمین

طالب دعا خاکسارہ امۃ اللہ بیگم آف قادیان
اہلیہ بابو فتح محمد صاحب احمدی کلرک جنرل پوسٹ آفس کراچی